اسماء وصفات اور شیونات و اعتبارات کی بحث

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ صفات وجودیہ، حقیقیہ، اضافیہ، صفات سلبیہ اور ان اسمائے حسنیٰ سے موصوف ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ احادیث مبارکہ کے اشارات اور اولیاء کرام کے کشف و شہود سے پتہ چل ہے کہ اسماء وصفات کے ظلال بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات انبیاء و ملائکہ کے مبادیٔ تعینات (جہاں سے وہ فیض حاصل کرتے ہیں) اور اسماء وصفات کے ظلال (حجابات، لطیفے اور واسطے) باقی مخلوق کے مبادیٔ تعینات ہیں۔

اسماء وصفات

اسم، اس لفظ یا عبارت کو کہتے ہیں جس سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب اشارہ کیا جائے۔ وہ اشارہ باعتبار اس کی ذات کے ہو خواہ باعتبار اس کی صفات کے۔ اسم مسمٰی کی تخصیص کرتا ہے اور صفت موصوف کی حالت بیان کرتی ہے۔

اصل

اسماء کی اصل ربوبیت ہے اور صفات کی اصل الٰہیت، تمام اسماء کا اشتقاق رب سے ہے اور جملہ صفات کا استخراج اللہ اور الٰہ سے ہے اسماء وصفات، ذات کے حجابات ہیں جو جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی، ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ان حجابات میں مستور اور ان سے وراء ہے جب سالک یا عارف ان حجابات پر نظر ڈالتا ہے تو اس کا سامنا اسماء وصفات کے نشانات و آثار سے ہوتا ہے اور جب ان سے آگے نظر بڑھاتا ہے تو وہ ربوبیت اور الٰہیت کی معرفت کے بعد ذات حق وحدہ لاشریک کا امتیاز معلوم کرلیتا ہے۔ (واللہ اعلم)

اسماء حُسنیٰ

اسماء وصفات غیر متناہی ہیں کیونکہ اس کے افعال غیر متناہی ہیں لیکن ان سب کا مرجع اصول متناہیہ کی جانب ہوتا ہے جو تعداد میں ننانوے ہیں انہیں اسماء حُسنیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَلِلّٰہِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا (الاعراف ۱۸۰) یعنی اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو۔

حدیث پاک میں ہے:

إن للہ تسعة وتسعين اسما مائة غير واحد من أحصاها دخل الجنة۔[1]

---

[1] سنن ترمذی، ج۵، ص ۵۳۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ننانوے (ایک کم سو) نام ہیں جس نے ان کا احصاء کر لیا (ان کے عرفان و شہود سے باطن کو منور کر لیا) وہ جنت میں جائے گا۔

اُمہات اسماء

ان اسماء حسنیٰ کا مرجع آٹھ اصولوں کی جانب ہے جنہیں اُمہات اسماء کہتے ہیں اور انہیں صفات ثبوتیہ، ثمانیہ بھی کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) حیات (۲) علم (۳) قدرت (۴) ارادہ

(۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام (۸) تکوین

اسم جامع

واضح رہے کہ جب اسماء و صفات غیر متناہیہ کا مرجع ننانوے اصول متناہیہ کی جانب ہے جنہیں اسماء حسنیٰ کہتے ہیں اور اسماء حسنیٰ کا مرجع آٹھ اُمہات اسماء کی جانب ہے تو لازمی طور پر یہ اُمہات اسماء و صفات بھی حقیقتاً ایک ہی اصل کی جانب راجع ہوں گے اور وہ اسم اللہ ہے جو جامع ہے جمیع اسماء الٰہیہ کا اور شامل ہے جمیع صفات الٰہیہ کو۔

اعیان ثابتہ و اعیان ممکنات

اسماء الٰہیہ جن صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں انہیں مظاہر اسماء کہتے ہیں وہ صورتیں یا وہ مظاہر جن میں اسماء علم الٰہی میں ظاہر ہوتے ہیں اعیان ثابتہ اور صور علمیہ کے نام سے موسوم ہیں اور وہ مظاہر جو خارج میں ظاہر ہوتے ہیں اعیان ممکنات، وجود عینی اور عالم شہادت کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

ذات و صفات

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ذات آنست کہ قائم بنفسہ باشد و صفات قائم بِاُو"۔[1]

یعنی ذات اس کو کہتے ہیں جو خود اپنے نفس کے ساتھ قائم ہو اور صفات جو اسی ذات کے ساتھ قائم ہوں (لیکن ذات پر زائد ہوں)۔

[1] معارف لدنیہ معرفت، ص ۶۱

جمہور علماء متکلمین (اہل سنت) کے نزدیک صفات نہ عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات، یعنی **لا ھو و لا غیرہ** ہیں اور یہی فیصلہ صحیح اور واقعہ کے مطابق ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اہل حق بوجود صفات قائل شدہ اند ووجود ایشاں رازاید بر وجود ذات می دانند حق سبحانہ را عالم بعلم می گویند و قادر بقدرت می دانند و علیٰ ھٰذاالقیاس و معتزلہ و شیعہ و حکماء نبفی صفات قائلاند۔ [1]

ترجمہ: اہل حق صفات کے وجود کے قائل ہیں اور ان کے وجود کو ذات کے وجود پر زائد سمجھتے ہیں وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو علم کے ساتھ عالم اور قدرت کے ساتھ قادر جانتے ہیں۔ علی ھذاالقیاس اور معتزلہ وشیعہ اور حکماء صفات کی نفی کے قائل ہیں۔

اسی معرفت میں آگے رقمطراز ہیں: و بعضے از متاخرین صوفیاء کہ بوحدت وجود قائل اند در نفیٔ صفات بمعتزلہ و حکماء موافق اند۔

یعنی متاخرین صوفیہ میں سے بھی کچھ حضرات جو وحدت الوجود کے قائل ہیں صفات کی نفی کے مسئلہ میں معتزلہ اور حکماء کے ساتھ متفق ہیں۔

شیونات

تعلقات ذات یا سبحات وجہ اللہ کے مرتبے کا نام ہے۔ یعنی لاہوت کے ساتھ (جو انکشاف اشیاء کا مبداء ہے) اشیائے کائنات کے جو اختصاصی تعلقات قائم ہیں انہی کو صوفیاء کی اصطلاح میں شیونات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بعض صوفیاء نے مرتبہ احدیت یا وحدت محضہ کے اس جلالی مرتبے (سُرادقات جلال) کو شیونات کا مرتبہ قرار دیا ہے جس کے انکشافات (حجابات اُٹھنے) پر عالم امکان جل کر بھسم ہو جائے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ شاہد ہے اس اصطلاح کی اصل آیت قرآنیہ **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن ۲۹)** ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا:

شیونات الہیہ فرع اند مر ذات را جل شانہ۔ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ کی شیونات اس کی ذات کی فرع ہیں۔

---

[1] معرف لدنیا معرفت، ص ۱۵

[2] معارف لدنیہ معرفت ص ۲۰

واضح ہو کہ ہر تجلی کے لئے ایک حکم خاص ہے جسے شان کہتے ہیں، حق تعالیٰ جب بندے پر تجلی فرماتا ہے تو اس تجلی کا نام حق کے اعتبار سے شان الٰہی رکھا جاتا ہے اور بندے کے اعتبار سے حال یا امر کہتے ہیں۔

اعتبارات

تعینات و تنوعات ذات کے ظہورات کا وہ مرتبہ جو ذات سے منزع ہو اور اس کا وجود خارجی نہ ہو مرتبہ اعتبارات کہلاتا ہے جیسے شعلہ جوالہ کے گھمانے سے دائرے بنتے چلے جاتے ہیں یہ دائرے اس شعلہ جوالہ کے اعتبارات ہیں۔ یہ مرتبہ عارفوں کے ادراک سے وراء ہوتا ہے اور مرتبۂ ذات کے ساتھ خاص مناسبت رکھتا ہے۔

بینہ نمبر ۵

سالک کا ظلال صفات تک وصول ولایت صغریٰ ہے اور صفات تک وصول ولایت کبریٰ ہے اور یہ انبیائے عظام کی ولایت ہے اور شیونات تک وصول ولایت ملاء اعلیٰ ہے اور ذات تک وصول مرتبہ کمالات نبوت ہے۔

صفات، شیونات اور اعتبارات کے درمیان فرق یہ ہے کہ صفات کا وجود خارجی ذات پر زائد ہوتا ہے اور مرتبۂ شیونات مرتبۂ ذات سے منتزع ہے اور وجود خارجی نہیں رکھتا اور مرتبۂ اعتبارات بھی ذات سے منتزع اور وجود خارجی نہیں رکھتا لیکن شیونات اور اعتبارات کے درمیان فرق باعتبار ادراک عارف ہے یعنی اگر عارف مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ثمانیہ میں سے فلاں صفت مثلاً علم یا قدرت یا مخصوص و معلوم صفت منتزع ہوئی ہے اس کو مشاہدۂ شیونات کہا جائے گا اور اگر عارف معلوم کرے کہ صفات باری تعالیٰ سے کوئی ایک صفت منتزع ہوئی ہے لیکن اس صفت کا تعین عارف کے ادراک میں نہیں آتا اس کو مشاہدۂ اعتبارات کے نام سے پکارا جائے گا۔

واضح ہو کہ مرتبۂ ظلال سے مرتبہ صفات بلند ہے اور مرتبۂ صفات سے مرتبۂ شیونات افضل ہے اور مرتبۂ شیونات سے مرتبۂ اعتبارات اعلیٰ ہے کیونکہ اس آخری مرتبے میں عارف ذات حق سبحانہ کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مرتبۂ قرب ذات اور بے کیفی کے سبب سے عارف کے ادراک سے بہت بلند ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

بنیادی طور پر صفات باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں صفات سلبیہ اور صفات ثبوتیہ۔

ا۔ صفات سلبیہ

وہ صفات جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں جیسا کہ آیہ کریمہ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ وَّهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (الشوریٰ ۱۱) سے ثابت ہے۔

۲۔ صفات ثبوتیہ

وہ صفات جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود اور ثابت ہیں۔ ان کی دو اقسام ہیں صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ۔

صفات ذاتیہ

خدا تعالیٰ کی حقیقی اور کمالی صفات کو کہتے ہیں جن کا ذات اقدس سے انفکاک محال ہے۔ متکلمین ماتریدیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ ہے جنہیں صفات ذاتیہ حقیقیہ ثمانیہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ حیات، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ، قدرت اور تکوین جب کہ اشاعرہ کے نزدیک ان کی تعداد سات ہے، صفت تکوین ان میں شامل نہیں۔

صفات ذاتیہ کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ صفات جو وجود خارجی رکھتی ہیں جیسے صفات ثمانیہ متعارفہ۔

(۲) وہ صفات جن کا وجود خارجی نہیں بلکہ انتزاعی اور اعتباری ہے جیسے ازلیت، ابدیت، قدم، بقا اور غنا وغیرھا۔

صفات فعلیہ

وھی التی یتوقف ظھورھا علی وجود الخلق[1]

یعنی یہ وہ صفات ہیں جن کا ظہور وجود خلق پر موقوف ہے اور یہ صفات ذاتیہ کے آثار ہیں۔ یعنی ایسی صفات جن کی ضد کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہو صفات فعلیہ کہلاتی ہیں جیسے خدا تعالیٰ رحیم ہے اس کی ضد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قہار بھی ہے صفات فعلیہ کی مثالیں، تخلیق، ترزیق، تصویر، احیساء، اماتۃ وغیر ھاہیں۔[2]

صفات باری تعالیٰ اور حضرت امام ربانی

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے نزدیک صفات باری تعالیٰ کی تین اقسام ہیں:

قسم اول: صفات اضافیہ ہیں جیسے خالقیت اور رازقیت

قسم دوم: صفات حقیقیہ ہیں لیکن وہ اپنے اندر اضافت کا ایک رنگ رکھتی ہیں جیسے علم، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔

[1] شرح فقہ اکبر لعلی القاری

[2] تہذیب العقائد و شرح فقہ اکبر وغیرھا

قسم سوم: حقیقت محض ہے جیسے حیات، پس اس میں اضافت کا کوئی امتزاج نہیں ہے۔ اضافت سے ہماری مراد عالم یعنی دنیا کے ساتھ تعلق ہونا ہے۔ تیسری قسم تینوں قسموں میں سب سے اعلیٰ اور تمام اقسام کی جامع ترین ہے اور اُمہات صفات میں سے ہے۔ صفت علم اپنی جامعیت کے باجود صفت حیات کے تابع ہے۔[1]

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

[1] البینات شرح مکتوبات، ص ۴۶۸ تا ۴۷۰